من یطع الرسول فقد اطاع اللہ (النساء: ۸۰)

ترجمہ: جو رسول کی اطاعت کرے گا تو وہ اللہ کی اطاعت کرے گا

اطاعت رسول کی شکل اور انکی تعلیمات

رسول کے نافرمان

مصنف: علامہ محمد ظہیر الدین قرآنی

مکتبۃ اہل القرآن

بسم اللہ الرحمن الرحیم والسلام علی من اتبع الھدی اما بعد

سوال : اہل راویت کا اہل قرآن پر یہ اعتراض ہے جو انکا سب سے بڑا شبہہ ہے کہ جو شخص کفایت قرآن شریف کا قائل ہو وہ رسول اللہ کی اطاعت کو رد کرتا ہے جب کہ اسلام میں نبی کی اطاعت کرنا ضروری ہے اور جو بلا عذر شرعی نبی کی اطاعت سے منہ موڑے وہ فاسق فاجر ہے لہذا رسول کا فرمان بردار بننے کے لئے حدیث کی اتباع کرنا ضروری ہے ورنہ نافرمان رسول ہوگا اس اعتراض کا جواب قرآن شریف کی روشنی میں دیا جائے اور یہ بتایا جائے کہ اطاعت اللہ اور اطاعت رسول یہ دو اطاعتیں ہیں یا ایک ہی اطاعت ہے ؟

جواب : اس شبہہ کے ازالہ میں بات سب سے پہلے ذہن میں ہونی چاہیئے قرآن شریف رسول اللہ ہی اللہ کی جانب سے لائے ہیں ہم اور آپ نہیں لائے اور محمد علیہ السلام امت کو اس کتاب کی ہی اتباع کرنے کا حکم دیا کرتے تھے اور اسی کی طرف دعوت دیا کرتے تھے تو قرآن شریف کی اطاعت رسول اللہ کی اطاعت ہے لہذا کوئی بھی مؤمن ایسا نہیں ہے جو رسول اللہ کی اطاعت کو منظور نہ کرتا ہو سوائے اسکے جو اللہ کی کتاب کی مخالفت کرے اس سے روگردانی کرے ۔

اس بارے میں کوئی شک نہیں نبی کریم امت کو قرآن شریف کی اتباع و اطاعت کا حکم دیا کرتے تھے آپ نے اپنی زندگی میں کبھی یہ حکم نہیں دیا کہ قرآن شریف کو چھوڑ کر نبی کی ذاتی رائے و مشورے یا انکی طرف منسوب روایت کی اتباع کی جائے بلکہ ایسا کرنے والا نبی علیہ السلام کے نزدیک بھی کافر مشرک ہے کیونکہ وہ نبی اور محدثوں کو رب تعالی کی حاکمیت و حکم میں شریک کررہا ہے اور کوئی شک نہیں کہ ایسا شخص نبی کا بھی نافرمان و غدار ہے ۔

1) واوحی الی ھذا القرآن لانذرکم بہ و من بلغ (الانعام : ۱۹) ترجمہ : اور میری طرف وحی کیا گیا ہے یہ قرآن اس لئے تاکہ اس کے ذریعے سے میں تمہیں ڈراؤں اور جو کو بھی وہ پہنچے ۔

2) وکذلک اوحینا الیک قرآنا عربیا لتنذر ام القری و من حولھا و تنذر یوم الجمع لا ریب فیہ فریق فی الجنۃ و فریق فی السعیر (الشوری : ۷) ترجمہ : اور اسی طرح ہم نے تیری طرف عربی قرآن وحی کیا ہے تاکہ تو مرکزی بستی اور جو اسکے اطراف میں ہوتے ہیں انہیں ڈرائے اور جمع کرنے کے دن سے ڈرائے جس میں کوئی شک نہیں ایک فریق جنت میں ہوگا اور ایک فریق بھڑکتی آگ میں ہوگا ۔

3) کتاب انزل الیک فلا یکن فی صدرک حرج منہ لتنذر بہ و ذکری للمؤمنین (الاعراف : ۲) ترجمہ : یہ ایک ایسی کتاب جو تیری طرف نازل کی گئی ہے لہذا تیرے سینے میں اسکی طرف سے کوئی حرج نہ ہو یہ اس لئے تاکہ تو اس کے ذریعے سے ڈرائے اور مؤمنین کے لئے نصیحت ہو جائے ۔

یہ سب آیات کریمات پیش کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے کوئی کلمہ گو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے والا یہ نہیں کہہ سکتا کہ نبی کریم قرآن شریف کلام اللہ کی اتباع کا حکم نہیں دیا کرتے تھے لہذا قرآن شریف کی اتباع کرنا بلاشک رسول اللہ کی اطاعت ہے ۔

اللہ اور رسول کی اطاعت ایک اطاعت ہے

اللہ نے بے شمار اپنی کتاب میں فرمایا ہے اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو تو اسکا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ دو شریعتیں آئیں ہیں ایک اللہ کی شریعت ہے اور دوسری رسول اللہ کی شریعت ہے بلکہ ہر ذی شعور یہ سمجھے گا کہ شریعت ایک ہی

آئی ہے جو اللہ نے بھیجی اور رسول ہونے کے ناطے محمد اسے لے کر آئے اور اسی شریعت و پیغام کی اتباع ہی اللہ و رسول کی اطاعت ہے۔

۱ . فإن لم تفعلوا فأذنوا بحرب من الله و رسوله (البقرۃ:۲۷۹) ترجمہ :"پھر اگر تم نہ کرو تو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کو جان لو" اس آیت میں اللہ نے سود خوروں یہ بارے میں جملہ ارشاد فرمایا کہ اللہ اور رسول سے جنگ جان لو لیکن اسکا مطلب یہ ہر گز نہیں ہے کہ اللہ سے الگ جنگ اور رسول سے الگ جنگ ہے بلکہ اللہ و رسول کی جنگ ایک ہی ہے۔

۲ . من یخرج من بیتہ مھاجرا الی اللہ و رسولہ (النساء:۱۰۰) ترجمہ :"جو کوئی اپنے گھر سے اللہ اور اسکے رسول کی طرف ہجرت کرتا نکلے" اس آیت میں اللہ و رسول کا دونوں کا ذکر ہے یہ دو شخصیتیں ہیں لیکن اسکا یہ مطلب نہیں کہ اللہ کی طرف الگ ہجرت اور رسول کی طرف الگ ہجرت ہے دو ہجرتیں ہوگئیں بلکہ دین خدا کے مطابق ہجرت کرنا اللہ کی راہ میں ہجرت کرنا مراد ہے اور ہجرت ایک ہی ہے۔

۳ . اذان من اللہ و رسولہ الی الناس یوم الاکبر (البراءۃ:۱) ترجمہ :"اللہ اور اسکے رسول کی طرف سے انسانوں کی طرف حج کے دن اعلان ہے" اس آیت میں دیکھیں اللہ و رسول کی طرف سے ایک ہی اعلان ہے نہ کہ دو اعلان لیکن شخصیات دو ہیں لہذا دو شخصیات کا ذکر کرنے کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ مطلوب و مفعول بھی دو مستقل شیء ہو بلکہ وہ ایک ہی ہے۔

۴ . براءۃ من اللہ و رسولہ الی الذین عاھدتم من المشرکین (البراءۃ:۱) ترجمہ :"اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اس مشرکین کے نام براءت ہے جن سے تم نے معاہدہ کر رکھا ہے" دیکھیں لیں کہ یہ اللہ و رسول کی براءت ایک ہی ہے نہ کہ دو الگ الگ براءت۔

۵ . من یعتصم باللہ فقد ھدی الی صراط مستقیم (آل عمران:101) ترجمہ :"جو اللہ کو تھام لے گا تو اسے صراط مستقیم کی رہنمائی کر دی جائے گی" اس آیت میں صرف اللہ کو تھام ہی واجب قرار دیا گیا اور اسے ہی ہدایت کے لئے کافی مانا گیا اس آیت میں محمد رسول اللہ کا کوئی ذکر نہیں نہ انہیں اللہ کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے اب اس پر روایتیوں کا کیا جواب ہوگا!

نبی کریم کی واجب الاتباع سنت و مسلک

نبی کریم علیہ السلام کی سنت اور مسلک اللہ تعالی نے خود اپنی کتاب میں بتایا ہے کہ جس کے لئے ہمیں کیسی انسان کی لکھی تاریخ کی طرف رجوع کرنے کی حاجت نہیں رہتی کہ نبی کی سنت یہ ہے کہ قرآن شریف جو رب تعالی نے ان پر وحی کیا اسکے سوا نبی کسی کی پیروی نہیں کرتے تھے لہذا ہم بھی ان کے طریقے پر چلیں گے جو صراط مستقیم ہے کہ قرآن شریف کے سوا کسی کو پیروی نہیں کرنی تو فرمایا ہے

اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰۤى اِلَیَّ۔ (الانعام:50)

ترجمہ : (کہہ دے) میں صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف کی جاتی ہے۔

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَ مَاۤ اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَ لَا بِكُمْ ؕ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰۤى اِلَیَّ وَ مَاۤ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ (الاحقاف:09)

ترجمہ : کہہ دے میں کوئی نیا رسول نہیں ہوں اور میں نہیں جانتا میرے اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا میں تو صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف کی گئی ہے اور میں صرف صاف صاف ڈرانے والا ہوں۔

وَاِذَا تُتۡلٰى عَلَيۡهِمۡ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ ۙ قَالَ الَّذِيۡنَ لَا يَرۡجُوۡنَ لِقَآءَنَا ائۡتِ بِقُرۡاٰنٍ غَيۡرِ هٰذَاۤ اَوۡ بَدِّلۡهُ ؕ قُلۡ مَا يَكُوۡنُ لِىۡۤ اَنۡ اُبَدِّلَهٗ مِنۡ تِلۡقَآئِ نَفۡسِىۡ ۚ اِنۡ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوۡحٰۤى اِلَىَّ ۚ (یونس:15)

ترجمہ : اور جب انھیں ہمارے واضح آیتیں پڑھ کر بتائی جائیں توجو ہماری ملاقات سے نہیں ڈرتے وہ کہتے ہیں اسکے سوا دوسرا قرآن لے آیا پھر اس میں ہی تبدیلی کردے کہہ دے میری یہ مجال نہیں کہ میں اس میں اپنی جانب سے تبدیلی کردوں میں صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف کی گئی ہے۔

قُلۡ اِنَّمَاۤ اَتَّبِعُ مَا يُوۡحٰۤى اِلَىَّ مِنۡ رَّبِّىۡ ۚ (الأعراف:203)

ترجمہ : کہہ دے میں صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو میرے رب کی پاس سے میری طرف ہوئی ہے۔

معلوم ہوا نبی سمیت سب کو صرف اور صرف وحی کی اتباع کا حکم ہے اور اسکی کی اتباع کی حکم نہیں بلکہ غیر وحی کی اتباع کرنا ممنوع و حرام ہے اور نبی کا طریقہ بھی یہ ہے کہ آپ صرف وحی کی پیروی کرتے تھے تو انکے طریقے پر چلتے ہوئے ہم بھی وحی کے سوا کسی کی پیروی لازم نہیں مانیں گے۔ اہل روایت کے لئے اس آیت میں بھی وحی کی تقسیم پر کوئی دلیل نہیں اور نہ ہی اس پر کوئی دلیل ہوئی کہ رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت سے ہٹ کر مستقل اطاعت ہے۔

نبی کی تعلیمات واسوہ حسنہ

نبی کریم نے امت کو کیا تعلیمات دی ہیں کیا حکم دیا ہے. جس کی پیروی کرکے ہم متبع سنت بنتے ہیں وہ یہ ہے کہ نبی کریم کے اقوال دو طرح کے ہوتے ہیں ان کی اپنی رائے اور وہ بات جو وہ کلام اللہ کے مطابق کرتے ہیں تو نبی کی جو بات خطا پر مبنی ہوتی ہے وہ صرف ان کے نفس کی طرف سے ہے وہ مسترد ہے اور ان کا جو قول قرآن شریف کے مطابق ہو اس پر ایمان لازمی ہے تو اللہ نے فرمایا قل ان ضللت فانما اضل علی نفسی و ان اھتدیت فبما یوحی الی ربی انه سمیع قریب (سبا: ۵۰) ترجمہ " : کہہ دے اگر میں غلطی کروں تو میں غلطی صرف اپنی نفس کی وجہ سے کروں گا اور اگر میں حق پر ہوں تو یہ اس کلام کی وجہ سے ہوگا جو میرا آقا میری طرف وحی کرتا ہے یقینا وہ سننے والا ہے قریب ہے "

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ نے نبی کو اپنی امت کو یہ تعلیم دینے کے لئے کہا کہ انکا ہر قول صحیح نہیں ہوتا بلکہ وہی بات حق لازم الاتباع ہوتی ہے جو قرآن شریف جو اللہ نے نبی پر وحی کیا ہے اسکے مطابق ہو اور نبی نے یہ بھی بتایا کہ ان سے انکے قول و فعل میں غلطی بھی ہوتی ہے غلط بات کو ترک کردیا جائے اور کلام اللہ کے مطابق بات اختیار کرلی جائے یہ نبی کریم کی تعلیمات واحکام ہیں جس کی گواہی خود اللہ کی کتاب دیتی ہے اور یہ ہی اہل قرآن کا بنیادی اصول ہے کہ حدیث کو قرآن شریف پر پیش کیا جائے پھر اگر وہ حدیث کتاب اللہ کے مطابق پائی جائے تو اسے لیا جائے ورنہ اسے رد کردیا جائے اور اسی مسلک پر چلنا سنت رسول و اطاعت رسول ہے اور جو قرآن سے ہٹ کر ایک مستقل وحی مانے جیسے کہ اہل روایت کا مذہب ہے ایسے لوگ منکر قرآن و سنت ہیں۔

نبی خود کو شرعی حاکم و مستقل مطاع ٹھہراتے تھے ؟

روایتی حضرات کا کہنا ہے کہ نبی اپنی مستقل اطاعت کا حکم دیتے تھے اور وہ امت کو یہ حکم دیتے تھے کہ ان کے ہر حکم کی اطاعت کرو اگرچہ وہ اللہ کی کتاب کے تابع نہ ہوں کلام اللہ کے دائرہ تصدیق و تایید سے خارج ہی کیوں نہ ہو تو یاد رکھیں اسکا مطلب یہ ہوا کہ نبی نعوذباللہ مشرک اکبر تھے اپنی بندگی و تابعداری کرواتے تھے اور لوگوں کو یہ حکم دیتے تھے کہ وہ انہیں اللہ کی

حاکمیت وعبادت میں شریک ٹھہرائیں اور یہ تو فرعونیت ہے جس نے اپنی ذات کے لئے مستقل حاکمیت وآقائیت کا اعلان کیا تھا اور بنی اسرائیل کو اپنی تابعداری کا حکم دیا کرتا تھا تو اللہ نے فرمایا ما کان لبشر ان یؤتیہ اللہ الکتب والحکم والنبوۃ ثم یقول للناس کونوا عبادا لی من دون اللہ (آل عمران: ۷۹) ترجمہ : "کسی بشر کے لئے یہ حلال نہیں کہ اللہ اسے کتاب وشریعت و نبوت پھر وہ انسان سے کہے کہ اللہ کے سوا میرے تابعدار بن جاؤ" تو روایتی لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ نبی اپنی شرعی محکومیت کا حکم دیتے تھے اور خود کو مستقل حاکم ومطاع ٹھہراتے تھے کہ انکی اطاعت کی جائے اگرچہ حکم خدا کے تابع نہ ہو اللہ کے کلام کے تابع وموافق نہ ہو جب کہ حاکمیت صرف اللہ رب العلمین کی ہے اور یہ نبی کریم کی توہین وگستاخی ہے کہ وہ اپنی ہی اطاعت کا حکم دیا کرتے تھے اگرچہ وہ تابع حکم خدا نہ ہو یہ بندگی کی اعلی ترین صورت ہے اور نعوذ باللہ نبی اپنے لئے امت کو اسکا حکم دیا کرتے تھے۔

اور فرمایا ولا یامرکم ان تتخذوا الملئکۃ والنبین اربابا ایامرکم بالکفر بعد اذ انتم مسلمون (ال عمران: ۸۰) ترجمہ : "اور وہ (رب تعالی) تمہیں یہ حکم نہیں دیتا کہ تم فرشتوں اور نبیوں کو آقا بنا لو کیا وہ تمہیں کفر کا حکم دے گا جب کہ تم فرمانبردار بن چکے ہو"۔ معلوم ہوا نبیوں کا حق ربوبیت دینا کفر ہے اور یہ حق صرف اللہ کا ہے کہ وہ پوری کائنات کا حاکم مستقل ہے اور یہ حق کسی نبی وولی کے لئے ماننے والا بدترین کافر اور مشرک اکبر ہے اور اللہ تعالی کے سوا کسی کے لئے اظہار محکومی وبندگی کرنا والا مشرک اکبر ہے۔

روایتی حضرات کا کہنا ہے کہ نبی اپنی مستقل اطاعت کا حکم دیتے تھے وہ امت کو یہ حکم دیتے تھے کہ ان کے ہر حکم کی اطاعت کروا اگرچہ وہ اللہ کی کتاب کے تابع نہ ہوں اسکے دائرہ سے خارج ہی کیوں نہ ہو۔

اور فرمایا فقال انا ربکم الاعلی (النزعت) ترجمہ (فرعون نے کہا) "میں تمہارا بلند ترین آقا ہوں" اور روایتیوں کا کہنا ہے کہ نبی لوگوں سے اپنی آقائیت منواتے تھے کہ انکی اطاعت کی جائے اگرچہ وہ اللہ کے حکم کے تابع ومطابق نہ ہو بلکہ وہ تو کہتے ہیں کہ کوئی روایت اگر قرآن عظیم کے خلاف ہو تو حدیث سے قرآن شریف کی آیت منسوخ وباطل (خلاف ہدایت) بھی ہو سکتی ہے پھر اس آیت کریمہ کی اتباع کرنا حرام ہوگا کیونکہ وہ منسوخ ہے العیاذ باللہ تعالیٰ۔

اور فرمایا یا أیها النبی إذا جاءك المؤمنات یبایعنك علی أن لا یشركن بالله شیئا ولا یسرقن ولا یزنین ولا یقتلن أولادهن ولا یأتین ببهتان یفترینه بین أیدیهن وأرجلهن ولا یعصینك فی معروف فبایعهن (الممتحنۃ: ۱۲) ترجمہ : "اے نبی جب تیرے پاس مؤمنات آئیں جو تجھ سے بیعت کریں اس بات پر کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ زنا کریں گی اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ کوئی بہتان لائیں گی جنہیں وہ اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان گھڑیں گی اور نہ ہی وہ جائز کام میں تیری نافرمانی کریں گی تو تو ان سے بیعت کر لے" معلوم ہوا کہ نبی کی اطاعت صرف جائز امر میں واجب تھی کیونکہ وہ زمین میں خلیفۃ اللہ تھے اور خلیفہ کی جائز کاموں میں اطاعت فرض ہوتی ہے تو معلوم ہوا اگر نبی ہمارے درمیان موجود ہوتے تو خلیفۃ اللہ ہونے کی وجہ سے ہم پر انکی جائز کاموں میں اطاعت فرض ہوتی لیکن ہر حکم کی اطاعت فرض نہ ہوتی کیونکہ آیت میں معروف یعنی جائز کام کی شرط ہے لیکن نبی اب ہمارے درمیان بھی موجود نہیں ہے اور خلافت اب امت میں آگئی ہے تو اب وہ اطاعت بھی ختم ہوگئی اور شریعت میں فیصلہ واطاعت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔

اور فرمایا قد سمع اللہ قول التی تجادلك فی زوجها وتشتكی إلی اللہ واللہ یسمع تحاوركما إن اللہ سمیع بصیر (المجادلۃ: ۰۱) ترجمہ : "اللہ نے اس عورت کی بات سن لی ہے جو تجھ سے اپنے زوج کے بارے میں جھگڑ رہی تھی اور اللہ کی

شکایت کررہی تھی اور اللہ تم دونوں کی بحث سن رہا تھا یقیناً اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے" دیکھ لیں کہ ایک عورت نبی سے جھگڑ کررہی ہے اور اللہ سے شکایت کررہی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے اس عمل کو قرآن شریف میں ذکر بھی کرتا ہے اور اس کی کوئی مذمت بھی نہیں کرتا بلکہ کہتا ہے کہ وہ نبی اور اس عورت کی بحث سن رہا تھا اگر نبی کی ذات شرعی حجت ہوتی انکی رائے وانکا حکم جو قرآن شریف کے تابع نہ ہو وہ شریعت ہوتا دین کا حصہ ہوتا ہم پر لازم ہوتا تو یہ جھگڑا کرنے پر اللہ تعالیٰ اس عورت کی تکفیر کرتا اسکی مذمت کرتا بلکہ نبی بھی اس کی سرزنش کرتے اور اپنا نافرمان ٹھہراتے لیکن اس عورت کو ملامت نہ کیا جانا دلیل ہے کہ نبی سے بھی اختلاف ہوسکتا ہے جب ان کی بات اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع نہ ہو کیونکہ وہ ہمارے رب نہیں ہیں، بلکہ ایک رسول ہیں۔

اور فرمایا يأيها النبي لم تحرم ما أحل الله لك تبتغي مرضات أزواجك والله غفور رحيم (التحريم: ۱) ترجمہ "اے نبی اپنی بیویوں کی خوشی کے لئے اسے کیوں حرام کرتا ہے جو اللہ نے تیرے لئے حلال کیا ہے اور اللہ بہت معاف کرنے والا خوب مہربان ہے" اگر نبی کا فیصلہ حجت ہے غلط نہیں ہوسکتا تو یہ کیا ہے اللہ اپنی کتاب میں بتا رہا ہے کہ نبی نے اللہ کے حلال کو اس لئے حرام کیا کہ انکی بیویاں خوش ہوجائیں! اور اللہ تعالیٰ نے نبی کے اس فیصلے پر تنقید واعتراض بھی کیا اور اسکا ابطال کیا تو جس کے فیصلہ پر رب تعالیٰ تنقید کرے اسکا فیصلہ کیسے خطا سے پاک ہوسکتا ہے حجت شرعی ہونا دور کی بات ہے یہ حق صرف اللہ تعالیٰ کا ہے ان الحکم الا اللہ وھو رب کل شیء پاک صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ نبی کبھی بھی اپنا فیصلہ کسی پر حجت نہیں ٹھہرائیں گے یہ شرک کا حکم ہے۔

اور فرمایا عفا الله عنك لم اذنت لهم حتى يتبين لك الذين صدقوا و تعلم الكذبين (البراءة: ۴۳) ترجمہ: "اللہ نے تجھ سے درگذر کرلیا ہے تو نے انہیں اجازت کیوں دی تھی یہاں تک کہ تیرے لئے سچے واضح ہوجاتے اور جو جھوٹوں کو جان لیتا" یہ رب تعالیٰ کا نبی کے فیصلہ پر اعتراض و تنقید ہے کہ تو نے انہیں قتال سے پیچھے ہٹنے کی اجازت کیوں دی تھی نبی کا فیصلہ (نعوذ باللہ تعالیٰ) حجت و لازم شرعی ہوتا تو اللہ تعالیٰ کا انکے اس فیصلے پر اعتراض کرنا غلط ہوتا اب یا تو رب العلمین کا فیصلہ غلط ہے یا نبی کا فیصلہ غلط ہے۔

احادیث کی حیثیت؟

احادیث ساری کی ساری تاریخ محض و کلام بشر ہے جیسے مغلوں و عثمانیوں یا امویوں و عباسیوں کی سلطنت کی واقعات یا دیگر سیاحوں کے واقعات وغیرہ تو اسی طرح صحیح احادیث رسول اللہ کی تاریخ ہے جو انسانوں سے منقول ہیں کلام بشر جو بشر سے منقول ہوا ہے یہ رب کی طرف سے نہیں ہے لہذا ہم پر اسکی اتباع واجب نہیں جب تک یہ کلام رب کے مطابق و موافق معلوم نہ ہوں ہمیں انہیں قرآن شریف پر پیش کریں گے اسکے مطابق پائیں تو اسے اخذ کریں گے اسے نبی کی تعلیم قرآن مانیں گے ورنہ دین و شریعت کے باب میں اسے رد کردیں گے اور خالصتاً من جانب بشر مانیں گے یا راویوں کا جھوٹ ٹھہرائیں گے۔

دراصل احادیث کی دو قسمیں ہیں 1) تابع قرآن احادیث 2) غیر تابع قرآن حدیثیں

تابع قرآن حدیثوں کے مفہوم کو ماننا لازمی ہے کیونکہ وہ مفہوم واحکام قرآن شریف سے بھی ثابت ہیں اور نبی کریم نے امت کو کتاب اللہ کی اتباع کا حکم دیا ہے مثلاً بہت سے حدیثوں میں رسول اللہ کی تعلیمات قرآن موجود ہیں مثلاً شرک اکبر یا قتل ناحق یا زنا یا سود خوری وغیرہ سے روکنا یہ سب وہ باتیں ہیں جو رب تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حرام کی ہیں یا فرضیت زکاۃ و صلاۃ

وقتال فی سبیل اللہ وروزے وحج تو ان احادیث کو ماننا واجب ہے انکا انکار حلال نہیں کیونکہ کتاب اللہ اس بات کی تصدیق و تایید کرتی ہے اسکا انکار اللہ اور اسکی کتاب کا انکار ہے۔

غیر تابع قرآن حدیثیں یہ وہ حدیثیں ہیں اللہ کا کلام ان کی تایید و تصدیق نہیں کرتا مثلا نماز کا کوئی مخصوص و متعین شکل کا وابج ہونا یا زکات کا چالیس فیصد واجب ہونا یا موسیقی یا سونا و چاند کا مردوں کے لئے ممنوع ہونا یا خروج دجال یا نزول عیسی یا ظھور مہدی وغیرہ ان سب باتوں کی قرآن شریف تصدیق و تایید نہیں کرتا بلکہ انکی صریح مخالفت کرتا ہے انکا انکار کرتا ہے۔ لہذا ایسی باتوں کا ماننا صریح کفر وارتداد ہے اور شرک اکبر وہلاکت اعظم ہے اور ان روایات کا رد کرنا فرض اعظم ہے۔

اطاعت رسول کے بارے میں دوسری رائے

روایتی حضرات کہتے ہیں کہ قرآن شریف میں جب اطیعوا الرسول آتا ہے تو الرسول سے مراد محمد علیہ السلام ہوتے ہیں کیونکہ رسول قاصد کو کہتے ہیں اور وہ اللہ کے قاصد ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ بات یہاں ختم نہیں ہوتی بلکہ اس میں بحث ہے۔

الرسول کا مطلب صرف پیغام بردار نہیں ہوتا بلکہ پیغام بھی ہوتا ہے۔ عربی کلمات کے صرف ایک ہی معنی نہیں ہوتے متعدد معانی ہوتے ہیں معجم الرائد میں ہے رسول: رسالۃ ترجمہ : رسول پیغام کو کہتے ہیں اور معجم الوسیط میں ہے الرسول الرسالۃ ترجمہ رسول پیغام ہے اور لسان العرب میں ہے الرسول بمعنی الرسالۃ یؤنث ویذکر ترجمہ : رسول بمعنی پیغام مؤنث و مذکر دونوں طرح آتا ہے اور کہا الرسول الرسالۃ والمرسل وانشد الجوھری فی الرسول الرسالۃ للاسعر الجعفی الا ابلغ عمرو رسولا بانی عن فتاحتکم غنیّ ترجمہ : رسول پیغام اور پیغام بردار دونوں کو کہتے ہیں اور جوہری نے رسول پیغام ہے اس بارے میں اسعر جعفی کے لئے شعر پیش کیا کہ کیا میں عمرو کو رسول (پیغام) نہ پہنچاؤں کیونکہ میں تمہارے فیصلے سے بے نیاز ہوں اور یہ ہی بات تاج اللغۃ وصحاح العربیۃ میں بھی ہے اور مفردات راغب میں ہے الرسول تارۃ للقول المتحمل ترجمہ رسول پیغام کو بھی کہتے ہیں اور مختار الصحاح میں ہے الرسول ایضا الرسالۃ ترجمہ : رسول پیغام کو بھی کہتے ہیں۔

جب یہ معلوم ہوا کہ رسول پیغام کو بھی کہا جاتا ہے اس ولسان العرب نے اس معنی کو رسول بمعنی قاصد کے ساتھ رکھا ہے تو جب قرآن شریف میں اطیعوا الرسول کہا جاتا ہے تو اس سے مراد محمد علیہ السلام نہیں ہوتے بلکہ پیغام خدا دین مرسل ہوتا ہے یعنی قرآن شریف اس کی اطاعت و اتباع کا حکم دیا ہے۔

میں کہتا ہوں_____ قرآن شریف ہر وہ جگہ جہاں لفظ رسول آیا ہے وہ پیغام برادر مراد نہیں بلکہ بعض جگہ پیغام و دین مرسل مراد ہے مثلا

فرمایا فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ و رسولہ (النساء:۵۹) ترجمہ "پھر اگر تم کسی امر میں اختلاف کا شکار ہوجاؤ تو اسے اللہ اور اسکے پیغام کی طرف لوٹاؤ" یہاں رسول سے مراد قاصد نہیں ہوسکتا بلکہ قرآن شریف ہے جو بھیجا گیا کیونکہ یہ قیامت تک کے مؤمنوں کو رسول کی طرف اختلاف لوٹانے کا حکم دیا جارہا ہے حالانکہ امت چودہ سو سال سے ہے اور محمد علیہ السلام صرف کچھ عرصے ہمارے ساتھ رہے تو قیامت تک کے مؤمنوں کے لئے محال ہے کہ اپنا معاملہ نبی کیطرف لوٹائیں تو ظاہر ہے کہ رسول سے مراد نبی نہیں انکی کتاب مرسل ہے جسے مرجع بنایا جائے گا اس پر اختلافات پیش کئے جائیں گے اور اس پر اپنے معاملات لوٹائے جائیں گے رب تعالی نے شرعی حکم صرف کتاب اللہ کو بنایا ہے تو رب تعالی نے فرمایا الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتب یدعون الی کتب اللہ لیحکم بینھم ثم یتولی فریق منھم وھم معرضون (آل عمران: ۲۳) ترجمہ : "اے

بندے کیا تم نے انکی طرف نہ دیکھا جنھیں کتاب اللہ کا ایک حصہ دیا گیا تھا انہیں کتاب اللہ کی دعوت دی جاتی ہے تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کردے پھر ان میں سے ایک گروہ اعراض کرتے ہوئے روگردانی کرتا ہے"۔

اور فرمایا وکیف تکفرون وانتم تتلی علیکم آیات اللہ وفیکم رسولہ (آل عمران: ۱۰۱) ترجمہ: "اور تم کیسے مخالفت کرتے ہو جب کہ تمہیں اللہ کی آیات پڑھ کر بتائی جاتی ہیں اور تم میں اسکا پیغام بھی موجود ہے" دیکھیں یہاں رسول کا ترجمہ نبی یا قاصد نہیں ہوسکتا کیونکہ خطاب ساری اہل اسلام کو ہے دور نبی سے قیامت تک آئیں گے اور ان میں ہر دور میں پیغمبر موجود نہیں تو رسول کا دوسرا معنی متعین ہو واضح ہوا یعنی کہ اللہ کا پیغام تم میں موجود ہے

اور فرمایا لما جاءھم رسول من عند اللہ مصدق لما معھم نبذ فریق من الذین اوتوا الکتب کتب اللہ وراء ظھورھم کانھم لا یعلمون (البقرۃ: ۱۰۱) ترجمہ: "جب انکے پاس اللہ کی جانب سے پیغام آیا جو ان پیغاموں کی تصدیق کرتا جو ان کے ساتھ ہیں تو جنھیں کتاب دی گئی ہے ان میں سے ایک فریق نے اللہ کی کتاب کو اپنے پیٹھوں کے پیچھے ایسے پھینک دیا جیسے کہ وہ جانتے ہی نہ ہوں" یہاں بھی رسول سے مراد کتاب مرسل ہے نہ کہ قاصد مرسل کیونکہ یہاں انہوں نے کتاب اللہ کو ٹھکرایا تھا اگر رسول سے مراد محمد ہوتے تو انکو جھٹلانے کی بات ہوتی لیکن رسول کے آنے پر کتاب کی مخالفت کی بات ہوئی تو معلوم ہوا رسول بمعنی پیغام ہے نہ کہ پیغام بردار اور نبی کی تو بات ہی نہیں چل رہی نہ ہی اس کے سیاق میں وہ شامل ہیں بلکہ بات کتاب اللہ پر ایمان رکھنے یا نہ رکھنے کی ہو رہی ہے تو انکے پاس اللہ کی جانب سے پیغام آیا تو انہیں نے اسے اپنے پیٹھوں کے پیچھے ڈال لیا۔

اور فرمایا وکذلك جعلنکم امۃ وسطا لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا (البقرۃ: ۱۴۳) ترجمہ: "اور ہم نے اسی طرح تمہیں عادل جماعت بنایا ہے تاکہ تم باقی انسانوں کے گواہ بنو اور قرآن تمہارا گواہ ہو" یہاں رسول کا ترجمہ پیغام و قرآن کرنا بہتر ہے اور لغت عرب اور سیاق کلام سے بھی ثابت اور اسکے مناسب ہے کیونکہ نبی مرسل اپنی ساری امت کے بارے میں کوئی گواہ دیں گے بھی تو وہ قرآن شریف کے اصولوں کے حساب سے ہی گواہی دیں گے خود ذاتی فیصلے سے نہیں کہ یہ امت نیک ہے تو وہ بالذات گواہ نہیں ہیں بلکہ قرآن شریف کے واسطے سے گواہ ہیں اور قرآن شریف بالذات و مستقل گواہ ہے لہذا رسول سے مراد پیغام خدا ہی لینا مناسب ہے۔

انا محمد ظهیر الدین بن ذاکر الدین بن عبد البارئ بن عبد الجلیل قد صنفت هذه الرسالة فی السابع عشر من الربیع الاول ۱۴۴۸ من السنة الهجریة و سمیته **رسول کے نافرمان** فی الدفاع عن اصحاب القرآن و الرد علی اهل الروایة فی اشکالهم المشهور فی تفهیم معنی اطاعة الرسول و نسئل الله ان یتقبل منی ما سعیت له و اجتهدت فیه والحق مع الله و الحکم لله وسلام علی من اتبع الهدی۔